غزل

رکھ زباں بند اور کان کھلے
تجھ پہ تیری ہی داستان کھلے

منزلیں بھی ہیں راستے ان کو
جن کے سر پر ہیں آسمان کھلے

نہ کہو داستانِ محرومی!
شکر نعمت میں گر زبان کھلے

راستوں پر ہرے درختوں کے
دھوپ چمکی تو سائبان کھلے

تیرا ملنا، ترا نہیں ملنا!!
آشنائی کے ہیں نشان کھلے

راز کچھ ہجر میں ہوئے مکشوف
کچھ حضوری کے درمیان کھلے

حوصلے بھی فراخ دے یارب
جن کو دیتا ہے تو مکان کھلے

کشتیوں کو ڈبو بھی دیتے ہیں
بعض اوقات بادبان کھلے

بند ہیں کالجوں کے دروازے
اور پھرتے ہیں نوجوان کھلے

ساتھ کچھ دن رہیں گے عابد کے
ہم پہ بھی اس کا گیان دھیان کھلے

عابد صدیق